راہِ طیبہ کے دو مکاتیب

(مولانا خالد کمال مبارکپوری، جامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ)

عزیز مولوی خالد کمال مبارکپوری سلمہ ربہ اللہ کے فضل و کرم اور اپنے مخلصوں کی کوشش و توجہ سے الجامعۃ الإسلامیۃ مدینہ منورہ پہونچ گئے ہیں۔ وہ ۲۲ رجب ۱۳۸۲ھ چہارشنبہ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء کو رات کے ساڑھے سات بجے دہلی سے ہوائی جہاز سے براہ کراچی، ظہران، مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور ۲۴ رجب یوم جمعہ مطابق ۲۳ نومبر کو عصر کی نماز سے پہلے پہونچے،

ذیل میں ان کے دو خطوط شایع کئے جاتے جن میں ایک کراچی میں اور دوسرا ظہران کے قریب الخبر میں انھوں نے لکھا ہے۔ اور وہیں سے دونوں کو روانہ کیا ہے، ..... یہ خطوط اگرچہ بالکل نجی اور ذاتی ہیں لیکن ان سے کئی اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں، اس لئے امید ہے کہ قارئین کرام کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ —————— (ادارہ)

ایر فرانس ہوٹل کراچی
21/11/62

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم و مکرم جناب والد صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد :۔ امید کہ آپ لوگ بخیر و عافیت ہوں گے اور آپ دہلی سے مبارکپور بخیر و خوبی پہونچ گئے ہوں گے۔ میں آپ حضرات سے رخصت ہوکر ہوائی کے قریب پہونچا تو ریزرویشن دکھلا کر اندر داخل

ہوا اور مفیفہ نے بڑھ کر وہ ریزرویشن کارڈ میرے ہاتھ سے لے لیا اور میری سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا تشریف رکھئے، میری سیٹ بالکل آگے انجن سے متصل تھی۔ صرف ایک معمولی دروازہ حائل تھا اور ہوا بازوں کا دروازہ جو آگے سے کھلتا ہے، میرے سامنے دائیں طرف تھا جہاں سے آپ حضرات نظر تو نہیں آ رہے تھے لیکن ہزاروں گڑونیں ضرور معلوم ہوتی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد اعلان ہوا کہ ہم ساڑھے سات بجے تیرہ ہزار فٹ کی بلندی سے پرواز کر کے پونے دس بجے کراچی پہونچیں گے، اس کے بعد جہاز متحرک ہو گیا دروازے بند ہو گئے چونکہ شیشے وغیرہ اس طرح لگے ہوئے تھے کہ کہیں سے آواز یا ہوا کے باہر سے داخل ہونے کا امکان نہیں تھا۔ اسلئے آواز بالکل صاف بھیڑی کے سانچے یا دہلی کے رکشا موٹر سے مشابہ تھی۔ کچھ دور تک زمین پر چلتا رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم کسی موٹر میں بیٹھے ہیں اسکے بعد ایک متعینہ حد پر جا کر رکا اور مسافروں نے اپنے اپنے پٹے باندھ لئے، میں نے اپنے بازو کی تقلید کی لیکن ایسا معلوم ہوا کہ کوئی خاص ضرورت نہیں تھی، یہاں سے کچھ دور زمین پر چلا پھر یک بیک اونچا ہونے لگا اور بتدریج آگے کا حصہ اوپر ہوتا ہوا محسوس ہوتا رہا، تھوڑی دیر میں فضا میں پہونچ گیا تو مسافروں نے اپنی اپنی پیٹیاں کھول دیں میں نے بھی رہائی حاصل کر لی۔ پھر تو ریل اور ہوائی جہاز میں کوئی فرق نہیں رہا۔ باقاعدہ چلنا پھرنا پیشاب پاخانہ سبھی کام ممکن ہو گیا۔ اور جیسے ریل میں بچے اپنی سیٹ پر سے اُٹھ کر ادھر اُدھر بھاگتے دوڑتے ہیں اسی طرح اس میں شروع ہو گیا۔ جہاز کے چار حصے تھے آگے انجن اسکے بعد آٹھ سیٹ کا ایک کمرہ، پھر بڑا ہال جسمیں پچاسوں سیٹیں تھیں، پھر دوسرا چھوٹا کمرہ اور آخر میں ہوائی جہاز کا ہوٹل جہاز چلنے کے تھوڑے ہی دیر بعد ایک ایک چاکلیٹ پیش کیا گیا، پھر ایک کارڈ تقسیم کیا گیا جسمیں اپنی آرا ئے سفر کی تفصیل لکھنی تھی اس کی خانہ پری کرنے کے بعد کھانا لایا گیا۔ اس درمیان میں مختلف قسم کے جہاز میں موجود رسائل و جرائد کی ورق گردانی کرتے رہے۔ نیچے صرف تاریکی تھی کہیں کہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نقطے دے کر کسی جگہ کا نقشہ بنایا گیا ہے۔ جس کے نقطے اُبھرے ہوئے اور ایک دوسرے میں ملے ہوئے ہوں۔ دس بجے پھر اعلان ہوا کہ کراچی آ رہا ہے پھر کراچی کی روشنیاں نظر آنے لگیں اور جہاز نیچے آنے لگا۔ تھوڑی دیر میں پھر موٹروں کی طرح کراچی کے مطار پر جہاز دوڑنے لگا۔ جہاز رکا تو دیکھا کہ یہاں کی گھڑی میں پونے دس اور اپنی گھڑی میں سوا دس ہو رہے ہیں۔ ہوائی جہاز سے اتر کر جوں ہی کسٹم ہاؤس میں داخل ہوا کہ جرمنی کمپنی کے ایجنٹ نے میرا نام پوچھا اور ایک کارڈ دیا اور سامان وغیرہ کا کسٹم کرا کے پاسپورٹ جمع کرا دیا اور اپنی موٹر میں بٹھا کر مجھے وہاں سے دس میل دور سنٹرل ہوٹل میں بھیجدیا۔ جہاں پہلے سے میری سیٹ ریزرو تھی۔ وہاں پہونچ کر ہوٹل والے نے مجھسے پاسپورٹ کی رسید مانگی جو میرے پاس نہیں تھی اب اسنے پوچھا کہ پاکستان کا ویزا تمہارے پاس ہے میں نے کہا نہیں تو اسنے کہا کہ پھر تو آپ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ کیوں یہ مطار کے باہر ہے اور بغیر ویزا کے کوئی مطار سے باہر نہیں نکل سکتا۔ میں نے کہا پھر میں کیا کروں اسنے پولیس کو ٹیلیفون کر کے معلوم کیا تو انھوں نے کہا کہ انھیں فوراً مطار کی حدود میں بھیجدو کیوں کہ بغیر ویزا کے کوئی شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ مطار میں بھی صرف چوبیس گھنٹے رہ سکتا ہے میرے لئے یہ ایک نئی مصیبت تھی اب موٹر بھی جا چکا تھا۔ ٹیکسی کا پیسہ نہیں تھا کیونکہ پونڈ کا توڑانا مشکل تھا، بہر حال ایک موٹر رکشا کر کے پھر مطار آیا اور اس ایجنٹ سے ملاقات کسٹم میں

لے گیا اور معلوم کیا تو یہی صحیح نکلا کہ بغیر ویزا کے شہر میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اسنے کہا کہ پھر تو آپ کو اپنے خرچہ سے ایرپورٹ کے کسی ہوٹل میں ٹھہرنا ہوگا ٹیکسی کا پیسہ اسنے دیدیا اور اپنے موٹر سے قریب کے ایر فرانس ہوٹل میں بھیجا یہاں جگہ خالی تھی مل گئی لیکن ہوٹل کے بیرے سے معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹے کا کرایہ ۵۴ روپیہ ہے یہ سنکر مجھے بڑی پریشانی ہوئی لیکن اب کیا کرسکتا تھا بارہ بجے سامان رکھ کر سونے کی تیاری کرنے لگا۔ ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہ یہاں اگر پیسہ کی ضرورت ہوئی تو کہاں سے لاؤں گا اور اگر پونڈ دیدیتا ہوں تو پھر آگے کیا کروں گا معاً ذہن میں خیال آیا کہ حاجی عبداللہ صاحب[1] کا فون نمبر تو ہے ہی چنانچہ اطمینان ہوا اور صبح آٹھ کر سات بجے ان کو فون کیا وہاں سے جواب ملا کہ خالد میاں کا ٹیلیفون نمبر یہ ہے آپ اسپر ٹیلیفون کیجئے، چنانچہ ٹیلیفون کیا تو ان سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے کہا کہ تم وہاں کیوں ٹھہرے ہو میرے یہاں چلے آؤ میں موٹر بھیجتا ہوں، میں نے ان کو ویزانہ ہونے کی دشواری بتائی تو انھوں نے کہا میں خود نو بجے آتا ہوں، میں نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اب وہ آجائیں تو معاملات یوں حل ہوجائیں کہ وہ جاکر جرمن کمپنی سے معلوم کریں کہ خرچہ کون دے گا اور تم کیوں نہیں دو گے اور اگر بالفرض مجھے ہی دینا ہوا تو میں بلا جھجک ان سے حالات بیان کرکے کہوں گا کہ آپ عنایت فرمادیجئے۔ خدا کرے تمام مراحل باسانی طے ہوجائیں۔ یہ نئی مصیبت تو بے شان و گمان کے پیدا ہوگئی واللہ لیسھل کل الامر

طہران جانے کے لئے جہاز آج یعنی ۱۱ر نومبر کی رات میں دس بجے ملے گا چونکہ اب کہیں جا بھی نہیں سکتا اس لئے ہوٹل ہی میں پڑا رہوں گا۔ انشاء اللہ خالد میاں آتے ہی ہوں گے ان کے آنے سے تمام پریشانیاں دور ہوجائیں گی

فندق النصر الحجر

22/11/62

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:۔ گذشتہ صفحات پر جو ایر فرانس ہوٹل کراچی سے لکھا تھا بعض پریشانیوں کا ذکر تھا صبح اس خط کو جوں ہی ختم کیا کہ حاجی عبداللہ صاحب کے آدمی کار لیکر آگئے اور کہنے لگے کہ آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہیں چلئے گھر بلا رہے ہیں، میں نے قانونی دشواریوں کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ آؤ کوئی ترکیب نکالی جاتی ہے چنانچہ وہ لے کر نیچے آئے اور ہوٹل کے منیجر سے کہا کہ میں انھیں لے جارہا ہوں اسنے کہا ان کے پاس پاکستانی ویزا یا کوئی تحریر نہیں ہے لہذا آپ نہ لے جائیں البتہ آپ چاہیں تو انھیں ہوائی اڈہ کی پولیس میں لے جائیے اور وہاں سے تحریری اجازت لے کر شہر میں لے جائیے۔ انھوں نے مجھے موٹر میں بٹھایا۔ وہاں گئے تو پولیس والے کہنے لگے کہ ارے مولانا کو کہاں لیجاؤگے تکلیف ہوگی جن کو ملنا ہو یہیں آکر ان سے مل لے، گویا خوبصورت شکل میں انکار کردیا، انھوں نے کہا آئیے مولانا چلیں جو ہوگا دیکھ لیں گے پولیس والے ایسے ہی پریشان کرتے ہیں۔ چونکہ میں نیا تھا پھر اس قسم کے حالات سے کبھی پالا نہیں پڑا تھا اسلئے خوف معلوم ہورہا تھا۔

---

[1] حاجی عبداللہ صاحب اور خالد میاں مرحوم ومغفور حاجی محمد صاحب کے فرزندان خوش بخت اور محترم الحاج عالی جناب احمد غریب صاحب کے بھتیجے ہیں۔ ۱۲

لیکن ان کے کہنے پر سوار ہوا اور حاجی عبداللہ صاحب کے مکان پہونچا، دیکھا تو حاجی عبداللہ صاحب انتظار کر رہے تھے، بیچارے بڑے تپاک سے ملے نہایت خلوص و محبت کا مظاہرہ کیا آپ کے متعلق دریافت کیا ادھر اپنا حال یہ تھا کہ موٹر دیکھ کر میرا احساس کمتری میں مبتلا ہوگیا کہ اس قدر شاندار موٹر اور جب گھر دیکھا تو اور بھی احساس کمتری میں اضافہ ہوگیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اتنے بڑے لوگ ہیں بھلا ہم جیسے ملا مولوی کے ساتھ عام مولویوں سے کچھ ہی اچھا سلوک کریں گے، لیکن واقعی میں نے دیکھا کہ گھر اور موٹر سے کہیں زیادہ شاندار اخلاق، خلوص و مروت کا مظاہرہ کیا جسے دیکھ کر میں عش عش کرنے لگا، اب تک میں احساس کمتری میں مبتلا تھا اب ان کے اخلاق برتاؤ سے نشیط ہوگیا، موٹر کا دروازہ کھولتے ہیں تو کہتے ہیں مولنا پہلے آپ اتریئے، موٹر میں بیٹھنا ہوتا ہے تو خود ہی دروازہ کھول کر کہتے ہیں مولانا آپ پہلے بیٹھئے، گھر میں داخل ہوتے ہیں تو بھی پہلے آپ پر عمل کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے علم کے ساتھ دولت سے بھی کافی اخلاق سیکھا ہے، ادھر پورے گھر میں چرچا ہوگیا کہ اپنے قاضی صاحب کے لڑکے آئے ہیں، چھوٹے بڑے سبھی خیریت پوچھ رہے ہیں۔ اور آپکے متعلق سوالات کرتے ہیں ——— میں نے حاجی عبداللہ صاحب کے سامنے اپنی مشکلات کو پیش کیا، وہ آفس جا ہی رہے تھے انھوں نے ڈرائیور کو کہا اس جہاز والی کمپنی کے راستہ سے چلو، چنانچہ جرمن کمپنی میں پہونچ کر انھوں نے کہا کہ یہ آپکے مسافر ہیں آپنے ان کو سنٹرل ہوٹل میں ٹھہرنے کا انتظام کیا تھا جو شہر میں ہے اور ان کے پاس پاکستانی ویزا نہیں ہے لہذا آپ ان کا انتظام ایر پورٹ کے کسی ہوٹل میں کیجئے۔ ویسے یہ ایر فرانس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں آپ ان پر کیوں ہوٹل کے اخراجات کا بار ڈال رہے ہیں۔ ان کے پاس کہاں سے اتنے پیسے آئیں گے صرف پچاس روپیہ کا ایکسچینج ہے اور طہران تک جانا ہے۔ چنانچہ منیجر نے ایر فرانس ہوٹل والے کو ٹیلیفون کر کے کہا کہ فلاں صاحب جو تمہارے ہوٹل میں ٹھہرے ہیں ان کا بل ہم ادا کریں گے، خدا خدا کر کے ایک بڑی الجھن سے نجات ملی اس کے بعد میں بالکل مطمئن ہوگیا، حاجی عبداللہ صاحب نے کہا کہ اب آپ ہماری دوکان پر ہمارے ساتھ چلئے وہاں خالد میاں سے ملاقات کیجئے، اب تو مجھے ہر طرح کا اطمینان ہو ہی چکا تھا پھر میں ان حضرات کی معیت میں کیوں غیر مطمئن ہوتا۔ دوکان گیا۔ وہاں خالد بھائی سے ملاقات کی۔ وہ بھی اسی خلوص و محبت اور تپاک سے ملے کہ کیا بتاؤں اللہ اکبر! اس میمن کا خاندان کا اخلاق کتنا اونچا ہے۔ دولت کے ساتھ یہ اخلاق؛ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ کی کھلی تفسیر ہے۔ .... وہاں تقریباً دو گھنٹہ تک رہا اس کے بعد ایک بجے کے قریب منو میاں نے مجھے اپنی موٹر میں بٹھا کر ہوٹل میں چھوڑ دیا اور پھر شام کو آنے کا وعدہ کر گئے۔ شام کو خالد میاں کے چھوٹے بھائی آئے اور انھوں نے مجھے دو خط دیا کہ ایک رمزی صاحب کو دوسرا حافظ صاحب کو دے دینا، میں نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا لیکن ان کے اخلاق کے مقابلہ میں میرا شکریہ پاسنگ کے برابر بھی نہ ہوسکے۔

ایک دوسری الجھن جو اپنی جہالت کے سبب خود ہی میں نے پیدا کی تھی اب بھی باقی تھی وہ یہ کہ یہ ہوٹل جس کے ایک دن کے صرف رہنے کا کرایہ ۵۴ روپیہ ہے نہایت شاندار ہوٹل ہے دوسری مرتبہ ٹیلی ویزن میں نے

نہیں دیکھا. جدھر دیکھو انگریز ہی نظر آتے ہیں کوئی ہندوستانی یا پاکستانی مقیم نہیں ہے. کھانا وغیرہ سب یورپ کے طرز کا ہے۔ کھانے کا بڑا ہال الگ، چائے وغیرہ کا الگ، اور خاص کمرہ جس میں ٹھہرا تھا اسی میں بالکل یورپ کے طرز کا غسل خانہ یا نخانہ وغیرہ اس قسم کا پانخانہ تو جہاز میں دیکھ چکا تھا لیکن استعمال نہیں تھا. اب اپنے طور پر اسے استعمال کرنے کے لئے قدم رکھا ہی تھا کہ پانخانے اوپر کا ڈھکن ٹوٹ گیا لیکن وہ کچھ معلوم نہیں ہوا یہی الجھن اور اسی کی فکر آخر تک باقی رہی کہ اگر ہوٹل والوں نے دیکھ لیا تو کہیں سوچیں اس کا بھی وصول کریں اور مجھے بے عزتی ہوگی الگ سے، لیکن کسی نے دیکھا نہ کچھ ہوا اب سوچتا ہوں تو ہنسی آتی ہے. اس ہوٹل میں گلاس نے بڑا کام کیا. کھانے کا معاملہ بھی کچھ عجیب ہی سا رہا. انگریزی طرز کا کھانا کانٹے چھری کے ساتھ میز پر آیا. میں ہاتھ سے اٹھا کر کھانے لگا. ہوٹل کے پاکستانی ملازمین آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے. آخر ان میں سے ایک ان سب کی قیادت کرتے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا کہ مولانا آپ ہاتھ سے مت کھایئے یہاں لوگ بہت برا مانتے ہیں. میں نے کہا اچھا اب دوسرے وقت غور کروں گا یہ جواب سنکر وہ کچھ جھینپ سا گیا اور اپنی جھینپ مٹانے کے لئے کہا کہ دیکھئے یہاں اس طرح کرسی کر کے بیٹھا جاتا ہے. میں نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے، پھر دوسرے وقت مجھکو ایک سابق ہندوستانی منیجر نے ایک دوسرے کمرے میں بٹھایا اور کہا کہ مولانا آپ یہاں بیٹھکر جیسے چاہیں کھائیں (انگریزوں کو اشارہ کر کے) یہ ...... بڑے ...... ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے.

چونکہ میرا جہاز رات کو سوا گیارہ بجے (ہندوستان وقت) تھا اسلئے ظہر کی نماز پڑھ کر سو گیا اور مغرب کے قریب اٹھا دس بجے کمپنی کی بس آئی اور اس میں بیٹھکر ہوائی اڈے پہونچا چونکہ دہلی میں دیکھ چکا تھا کہ کن کن مراحل سے کب کب گزرنا پڑتا ہے اسلئے کوئی الجھن نہیں ہوئی. بلکہ دوسروں کو دیکھتا تھا کہ دیکھو کتنا پریشان ہیں کسٹم والوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو میں نے بتلایا مدینہ تو اسنے بغیر دیکھے چاک لگا دی اور دعا کی درخواست کی. جرمنی کمپنی لفت ہنسا کا یہ جہاز دنیا کے بہترین جہازوں میں شمار کیا جاتا ہے پاکستان والے جہاز سے کہیں زیادہ لمبا چوڑا اور خوبصورت و آرام دہ تھا جیسا کہ محترم احمد بھائی صاحب نے بتلایا تھا وہ بوئنگ جیٹ تھا اس ذرا بھی اتار چڑھاؤ کا احساس نہیں ہوتا تھا. ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم گھر میں کرسی پر بیٹھے ہیں. ہندوستانی وقت سے سوا گیارہ بجے اڑا اور پونے دو بجے گویا تین گھنٹہ میں طہران آگیا درمیان میں کہیں رکا. طہران کا ہوائی اڈہ دیکھنے کے قابل ہے ہندوستان پاکستان کے ہوائی اڈوں سے تو بہتر ہی ہے یورپ کے بھی ہوائی اڈے شاید اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوں. اسکی عمارتیں ہی دیکھ کر اسلامی حکومت ہونے کا پتہ چلتا ہے. ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ اندلس کی طرح کوئی اسلامی ضخیم عمارت ہے تنوع ہر ہر شے میں موجود ہے. پوری عمارت کھمبوں پر ہے اور اسکی سادگی میں اسلام احسان معجزہ ہے.

یہاں آنے کے بعد مجھسے ویزا فیس طلب کی گئی میں نے بتلایا کہ میں مدینہ یونیورسٹی کا طالب علم ہوں تو انہوں نے کہا کہ کوئی تحریر ہے، چنانچہ عالیجناب محترم فوزان صاحب کی وہی مخصوص تحریر میں نے پیش کر دی اور اسنے شکریہ کے ساتھ

تبدیل کر لیا، یہاں کسٹم وغیرہ کے مراحل سے گذر کر باہر آیا تو سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہئے الخبر جانے کی سوچی، پھر خیال آیا کہ صبح ہی جہاز ہے کہیں دیر سویر ہو تو گڑبڑ ہو جائیگی، یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ یہیں صبح تک رہوں گا پھر بھی ٹوہ میں رہا اور جرمن کمپنی کے ایجنٹ کو جو فاضل عرب نام سے موسوم ہے پکڑا اسنے موٹر میں بٹھایا اور الخبر کے اسی ہوٹل فندق النصر میں رات کے تین بجے ہندوستانی وقت سے اتار دیا خیال ہے کہ اخراجات خود ہی برداشت کرے گا کیوں اسنے اپنی تحریر وغیرہ سب دی، اور مجھے ہوٹل میں لا کر یہ کہا کہ صبح کے وقت گاڑی آئے گی آپ اس میں بیٹھکر ہوائی اڈہ آ جائیں۔ تین بجے کمرہ میں آیا تو سوتے سوتے ساڑھے چار بج گئے تھوڑا ہی سویا پھر اُٹھ کر غسل کیا اور سوچا کہ عرب میں پہلی نماز یعنی فجر جماعت کے ساتھ ادا کروں لیکن مسجد تک بوقت جانے کے باوجود لوٹ آیا اور کمرہ میں ہی نماز فجر ادا کی۔ ہندوستانی وقت سے ساڑھے آٹھ بجے دن نکلا فجر پڑھ کے الخبر کا ایک چھوٹا سا چکر مار دیا دیکھا تو سمندر کا ساحل ہے چھوٹی سی بستی ہے لیکن تمام بلڈنگیں ایک دم نئی اور بڑی بڑی کمپنیاں ہر چیز کی موجود ہیں، ابھی ہوٹل کے منیجر کے پاس جاتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ ٹیلیفون کر کے معلوم کرو کہ جہاز جدہ کے لئے کب روانہ ہو رہا ہے۔ اب میں اس طرح مطمئن ہوں کہ گھر سے بمبئی یا بمبئی سے گھر جا رہا ہوں۔ کوشش کروں گا کہ یہ خط یہیں سے حوالہ ڈاک کر دوں۔ گھر بھر کو سلام۔

الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منوّرہ

---

۲۵ / ۱۱ / ۶۲

محترم و مکرم جناب والد صاحب ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعدہ۔ میں خیریت سے ہوں امید کہ آپ حضرات بھی بخیر و عافیت ہوں گے ایک خط الخبر سے روانہ کر چکا ہوں ملا ہوگا، پروگرام کے مطابق جب پنجشنبہ کی رات میں پونے دو بجے ظہران پہونچا تو صبح نو بجے پنجشنبہ ہی کو ظہران سے جدہ یا مدینہ کے لئے جہاز ملنا چاہئے تھا لیکن یہاں آکر معلوم ہوا کہ آج کوئی سروس نہیں ہے، لہذا جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے ہم لوگ ظہران سے اُڑے تو ایک بجے کے قریب ریاض میں جہاز اترا پھر وہاں ایک گھنٹہ ٹھہر کر دو بجے کے قریب وہاں سے اُڑ کر چار بجے کے قریب مدینہ منورہ پہونچا یہاں ایک اور بھی گل کھلا ہوا تھا وہ یہ کہ میرا ٹکٹ جدہ تک کا تھا ظہران میں معلوم ہوا کہ جہاز پہلے مدینہ جائے گا پھر جدہ پہلے تو میں ڈر رہا تھا کہ جدہ سے مدینہ منورہ تک میں کیسے جاؤنگا لیکن یہاں معاملہ برعکس نکلا۔ بہر حال جب معلوم ہوا کہ جہاز پہلے مدینہ جائے گا پھر جدہ تو میں نے عملہ سے کہا کہ میں مدینہ ہی تک جانا چاہتا ہوں لہذا میرا ٹکٹ مدینہ تک کر دو انھوں نے کہا کہ نہیں تم کو مدینہ سے پھر جدہ جانا ہوگا بہر حال دو خان صاحبان جو ساتھ تھے انھوں نے جہاز کے پائلٹ سے کہا کہ یہ کیا گورکھ دھندا ہے کہ ایک آدمی مدینہ ہی جانا چاہتا ہے لیکن اسکو اجازت نہیں ملتی جب تک وہ جدہ جائے گا اور پھر وہاں سے واپس آئے گا اسکا وقت تباہ و برباد ہو جائے گا بہر حال جہاز کے عملہ نے اسکو منظور کر لیا کہ جدہ کے بجائے مدینہ ہی ان کو اتار دیا جائے چنانچہ مدینہ ہی اتر گیا وہاں سے پانچ پانچ ریال فی کس کے حساب سے ٹیکسی کر کے فندق بہار الدین میں اترے جو حرم نبوی کے متصل واقع ہے

(باقی صفحہ

مکتوب مدینہ منورہ

حجاز میں موسم حج کے انتظامات

از:- مولانا خالد کمال مبارکپوری جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

سعودی عرب

موسم حج کے قریب آنے سے یہاں کے عوام و حکومت دونوں میں ایک قسم کی سرگرمی اور بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے، وزیر حج و اوقاف کے حج و زیارت سے متعلق مقامات متبرکہ کے سرکاری دورے شروع ہو گئے ہیں۔ وزیر موصوف اس سلسلہ میں ہر ہر مقام کا بذات خود معائنہ کر کے قابل اصلاح مقامات و اشیاء کے لئے خصوصی امر فوراً صادر فرماتے ہیں تاکہ موسم حج سے پہلے ہر کام درست ہو جائے۔ اور حجاج کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، ادھر عوام میں بھی حج و زیارت سے متعلق اخبارات و معلومات سے دلچسپی بڑھنے لگی ہے۔ چنانچہ حجاج کی خدمت کے لئے کارآمد طریق کار اور رائے مشوروں سے حکومت کو باخبر کرتے رہتے ہیں۔

گزشتہ ہفتہ یہاں کے اخبار "المدینہ" میں یہاں کے ایک باشندے نے حاجیوں کو منیٰ عرفات جدہ اور مکہ مدینہ لے جانے والی موٹروں کے کرایہ میں تخفیف اور اسکے قانون میں مناسب اور ضروری رد و بدل پر ایک مستقل مضمون لکھ کر حکومت کو اسکی جانب متوجہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ یہاں کے مقامی و غیر مقامی حضرات وقتاً فوقتاً اس سلسلہ میں حکومت کو برابر مشورے دے رہے ہیں اور حکومت ان پر غور کر رہی ہے۔

۹ر دسمبر کے روزنامہ المدینہ،، کی خبر کے مطابق جدہ میں کسٹم آفیسروں پر مشتمل حجاج کرام کے استقبال کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل دی جانے والی ہے، اس سلسلہ میں رائے مشورہ اور ایسے طریق کار پر غور و فکر کیا جا رہا ہے جن کے ذریعہ حجاج کے استقبال کے ساتھ ساتھ ان کو ہر قسم کی مناسب سہولتیں بھی مہیا کی جا سکیں، ان میں جہاز سے اترنے، کسٹم کرانے، سامان وغیرہ کے لئے مطمئن رہنے، بوقت ضرورت مختلف قسم کی امداد بہم پہونچانے کا پروگرام شامل ہے۔ انشاء اللہ امسال یہ استقبالیہ کمیٹی حجاج کرام کا شاندار استقبال کرنے کے ساتھ ان کو مختلف قسم کی سہولتیں بہم پہونچائے گی۔ اس کے علاوہ وزارت حج و اوقاف

نے اپنے دوسرے پروگراموں میں بھی عملی سرگرمی تیز کردی ہے۔ مکہ و مدینہ کے زیر تعمیر مکانات اور حجاج سے متعلق تعمیری کاموں میں ایک خصوصی آرڈر کے ذریعہ جلدی کرنے کی تاکید کی ہے۔

وزیر حج اوقاف الاستاذ حسین عرب نے اپنے حج سے متعلق مقامات متبرکہ کے ایک سرکاری دورہ کے موقعہ پر منیٰ کے مذبح کے شمال میں واقع ایک وسیع و عریض جگہ کا معائنہ کیا ہے اگر کام میں لایا جائے تو یہاں تیس ہزار حجاج قیام کر سکتے ہیں۔

چنانچہ وزیر موصوف نے اپنے ایک آرڈر کے ذریعہ حکم دیا کہ جلد سے جلد یہاں کے پتھروں کو ہٹا کر مکمل صفائی کی جائے تاکہ اس سال کے پروگرام میں اسے حجاج کی قیام گاہ کی حیثیت شامل کر لیا جائے۔ نیز وزیر موصوف نے وزارت داخلہ سے یہ بھی گزارش کی ہے وہ جلد از جلد یہاں پانی پہونچانے کا انتظام کریں تاکہ حاجیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، ساتھ ہی وزیر موصوف نے وزیر مواصلات استاذ محمد عمر توفیق کو تار روانہ کیا ہے جس میں مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے مزدلفہ و عرفات کے راستوں کی مرمت و اصلاح پر زور دیا ہے، یہ راستے بارش و سیلاب اور عام طور پر استعمال نہ ہونے کے سبب خراب ہو گئے ہیں۔ وزیر موصوف نے غلاف کعبہ کے کارخانہ کا بھی معائنہ کیا یہ کارخانہ مکہ میں کعبہ کا غلاف تیار کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ حج و اوقاف اس صنعت کو ترقی دینے کے لئے مخصوص تعلیم کا انتظام کرنے والی ہے جس کے بعد یہ صنعت خالص وطنی و فنی ہو جائے گی۔

نیز وزیر موصوف نے "البلاد" کے نامہ نگار کو طواف و مطوفین و معلمین کے متعلق بتلایا کہ میں اس میں خود ذاتی طور پر دلچسپی لیتا ہوں اور وزارت اس سلسلہ میں کوئی قطعی فیصلہ بہت جلد منظر عام پر آ جائے گا۔

روزنامہ البلاد نے اپنے نامہ نگار کے ذریعہ منیٰ کے مذبح سے متعلق ایک خبر شائع کی ہے جس میں بتلایا ہے کہ وزارت حج و اوقاف نے مجلس تخطیط اعلیٰ کے سامنے منیٰ کے مذبح پر بحث شروع کر دی ہے، اس مذبح پر تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ ریال صرف ہوں گے۔ ان شاء اللہ مذبح سے متعلق ماہرین کا کمیشن بہت جلد اپنی رائے پیش کرے گا۔ جس کی منظوری پہلے ہی دی جا چکی ہے،

وزیر حج و اوقاف کے سامنے یہ مسئلہ زیر غور ہے کہ وزارت حج و اوقاف سے متعلق ایک مزید آفس کا اضافہ کیا جائے جو وزارت حج و اوقاف کے ملاقات عامہ کے لئے استعمال کیا جائے۔

(صفحہ ۴۳ کا بقیہ مکاتیب)

وہاں غسل وغیرہ کر کے مسجد نبویؐ میں عصر کی نماز با جماعت ادا کی گئی پھر سلام وغیرہ پڑھا گیا اس کے بعد میاں جی مدینہ پر ٹیکسی کر کے سلطانیہ پہونچا جہاں مدینہ یونیورسٹی واقع ہے وہاں پہونچ کر پہلے ایک پشاوری لڑکے سے ملاقات ہوئی وہ اپنے حجرہ میں لے گیا اور اس نے بتلایا کہ اس وقت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور حکیم اجمیری صاحب کے سعود یہ

رہے کے سب یا تو ادھر ادھر تفریح کرنے گئے ہیں یکیوں کر آج جمعہ ہے یا مدینہ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی پشاوری طالب علم کے ساتھ میں دوبارہ جامعہ کی بس میں بیٹھ کر حرم نبویؐ پہونچا وہاں سعد و سعود سے ملاقات ہوئی دونوں بڑی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اپنے ہی کمرے میں ٹھہرایا۔۔۔ پھر دوبارہ تفصیل سے لکھوں گا انشاء اللہ والسلام۔